Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | سوموار ۸ صفر ۱۴۱۲ھ، ۱۹ ظہور ۱۳۷۰ہش، ۱۹ اگست ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۸۴

محض ایمان لانا کافی نہیں

"قرآن کریم نے ہمیں بتایا کہ اولوالالباب اقرار کرتے ہیں کہ محض ایمان لانے کے نتیجے میں ہم پاک وصاف نہیں ہوں گے۔ ہمارے گناہ بخشے بھی جا چکے ہوں تب بھی ہمارے اندر برائیاں موجود رہیں گی۔ اور تیری مدد کے سوا وہ برائیاں دور نہیں ہو سکتیں۔ پس (ایمان والوں) کو نو مبایعین کی فکر کرنی چاہئے ان کے ساتھ لگ کر ان کی کمزوریاں دور کرنے میں ان کی مدد کرنی چاہئے۔"

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دنیا میں لوگ حکام یا دوسرے لوگوں سے کسی قسم کا کوئی نفع اٹھانے کی ایک خیالی امید پر ان کو خوش کرنے کے واسطے کس کس قسم کی خوشامد کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ادنیٰ ادنیٰ درجہ کے اردلیوں اور خدمت گاروں تک کو خوش کرنا پڑتا ہے، حالانکہ اگر وہ حاکم راضی اور خوش بھی ہو جاوے، تو اس سے صرف چند روز تک یا کسی موقع مخصوص پر نفع پہنچنے کی امید ہو سکتی ہے۔ اس خیالی امید پر انسان اس کے خدمت گاروں کی ایسی خوشامدیں کرتا ہے کہ میں تو ایسی خوشامدوں کے تصور سے بھی کانپ اٹھتا ہوں اور میرا دل ایک رنج سے بھر جاتا ہے کہ نادان انسان اپنے جیسے انسان کی ایک وہمی اور خیالی امید پر اس قدر خوشامد کرتا ہے۔ مگر اس معطی حقیقی کی جس نے بدوں کسی معاوضہ کے اور التجا کے اس پر بے انتہاء فضل کئے ہیں۔ ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا، حالانکہ اگر وہ انسان اس کو نفع پہنچانا بھی چاہے تو کیا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ کوئی نفع خدا تعالیٰ کے بدوں پہنچ ہی نہیں سکتا۔ ممکن ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ نفع اٹھائے، نفع پہنچانے والا یا خود یہ اس دنیا سے اٹھ جائے یا کسی ایسی خطرناک مرض میں مبتلا ہو جائے کہ کوئی حظ اور فائدہ ذاتی اس سے اٹھا نہ سکے۔ غرض اصل بات یہی ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم انسان کے شامل حال نہ ہو انسان کسی سے کوئی فائدہ اٹھا ہی نہیں سکتا۔" (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۶۳، ۳۶۴)

نمایاں اعزاز

مکرم ناصر احمد صاحب آف چک نمبر ۲۴۴ گ ب ضلع فیصل آباد کو پنجاب کے وزیر تعلیم پرسٹر عثمان ابراہیم نے انٹر کے امتحان ۱۹۹۰ء میں مولانا ظفر علی خان کالج وزیر آباد میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر ۱۱ جولائی ۱۹۹۱ء کو ایک تقریب میں سپیشل انعام عطا کیا ہے۔ موصوف اس سے پہلے بھی متعدد اعزاز حاصل کر چکے ہیں اور آجکل پنجاب یونیورسٹی میں ایم۔ایس۔سی کے طالبعلم ہیں۔ قارئین کرام ان کی مزید ترقیات کیلئے دعا کریں۔

سوءِ ظن بہت بری چیز ہے اس سے بچو!

اقتباس از خطبہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"یاد رکھو کہ سوءِ ظن بہت بری چیز ہے۔ اس سے بہت بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیبت اور دروغ گوئی یہ سوءِ ظن سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا (خبردار ظن سے بچو کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوا کرتی ہے)۔ سوءِ ظن سے انسان بہت جھوٹا ہو جاتا ہے اور ظنون بجائے خود بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ اس جھوٹ اور بدظنی سے بڑی ٹھوکریں لگتی ہیں اور انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس سے بچو! پھر بچو!! اور پھر بچو!!!۔ اس معاملہ میں عورتوں اور مردوں میں ایک تفاوت ہے اور ان کے مراتب مختلف ہیں۔ عام طور پر عورتیں ناقصات العقل والدین کہلاتی ہیں۔ ایک عظیم الشان عورت کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ذکر کیا ہے میں کھول کر بتا دوں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوءِ ظنی کی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والوں کے لئے حکم آیا (۔) یعنی جب عائشہ صدیقہؓ کی نسبت کوئی بات تم نے سنی تھی۔ تو کیوں تم نے سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنے ہی کے قابل نہیں بلکہ تم یہ کہتے (اے اللہ تو پاک ہے) پاک ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مگر (۔) یہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (۔) اللہ تعالیٰ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ ایسا پھر نہ کرنا۔ یہ ابد کے لئے حکم ہے کہ جب کسی کی نسبت کوئی ایسی بات سنو تو کہہ دو کہ بہتان ہے۔ بدظنی کرنا شروع نہ کر دو۔ پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اس قسم کی بلاؤں میں گرفتار ہوتے ہیں یعنی دوسرے کو متہم کرتے ہیں وہ ہرگز نہیں مرتے۔ جب تک خود اس اتہام کا شکار نہ ہو لیں۔ اس لئے یہ بڑے ہی خوف اور خطرے کا مقام ہے۔ افسوس ہے لوگ ان باتوں کو معمولی سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بہت ضروری امور ہیں۔ جہاں تک تم سے ہو سکے سعی کرو اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگو کہ وہ تمہیں سوءِ ظنی سے محفوظ رکھے۔ پھر اس کے بدنتائج، غیبت، دروغ گوئی، دوسرے کی تحقیر بہتان وغیرہ سے بچائے۔"

(خطبہ عیدالاضحیہ فرمودہ ۱۶ فروری ۱۹۰۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹ ؍ ظہور ۱۳۷۰ ہش ۔ ۱۹ ؍ اگست ۱۹۹۱ء

ایمان و اخلاص اور عادات

ایمان اور اخلاص اپنی جگہ پر لیکن انسان کی طبیعت اپنی جگہ ہے۔ اور اسی طرح کہا جا سکتا ہے کہ عادت بھی اپنی جگہ پر۔ ایک شخص نہایت ایماندار بھی ہو سکتا ہے مخلص بھی ہو سکتا ہے لیکن اس بات کا بھی امکان ہے کہ اس کی طبیعت تیز ہو اور بعض عادتیں بھی بہت اچھی نہ ہوں۔ مثلاً وہ بچوں پر سختی کرتا ہو۔ اپنی بیوی کے ساتھ اس کے تعلقات بہت خوشگوار نہ ہوں۔ اور اگر اس بات کو آگے بڑھایا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ بیوی پر سختی بھی کرتا ہو۔ بچوں پر سختی کرنا اور بیوی سے تعلقات کا خوشگوار نہ ہونا اس کے خیال میں اس کے ایمان پر کوئی زد نہیں مارتے۔ ہو سکتا ہے اسے اس بات کا احساس ہی نہ ہو کہ اس کی عادت اچھی نہیں ہے یا اس کی طبیعت میں غیر ضروری ترشی پائی جاتی ہے۔

ایمان اور اخلاص کا معاملہ تو ہمارے اپنے ہی ساتھ ہے۔ یا یہ معاملہ ہمارے اور ہمارے خدا کے درمیان ہے لیکن جہاں تک طبیعت کا اور عادت کا تعلق ہے اس سے دوسرے انسان متاثر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حق کی کوتاہی میں تو درگذر کر لیتا ہے لیکن اگر انسان دوسرے انسانوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور اسے اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک وہ شخص معاف نہ کرے جس کا حق اس نے مارا ہو۔

حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک روتی ہوئی عورت سے آپ نے پوچھا کہ اسے کیا تکلیف ہے تو وہ کہنے لگی "میرے خاوند نے مجھ سے بچے لے لئے ہیں وہ ان کے ساتھ بھی کوئی اچھا سلوک نہیں کرتا اور مجھ سے بھی اس نے جدا کر لئے ہیں اور اب وہ میرے اخراجات کی بالکل پرواہ نہیں کرتا۔" حضور فرماتے ہیں۔ "میں نے دیکھا ہے یہ مرض اچھے اچھے مخلصوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ کچھ عرصہ تک بڑا عمدہ سلوک ہوتا ہے اور اس کے بعد یک دم کسی دن رَو آئی تو حالت بدل جاتی ہے۔"

کیا ہی اچھا ہو کہ ہم اپنے اخلاص اور ایمان میں ترقی کرنے کے ساتھ اپنی طبیعت اور اپنی عادات کا بھی جائزہ لیتے رہیں۔ یہی ایک طریق ہے جو ہمیں صحیح معنوں میں ایک اچھا انسان بنا سکتا ہے اور ہمیں دوسروں کے ساتھ غلط رویہ اختیار کرنے سے بچا سکتا ہے۔

کب تک ہے کوئی اور کوئی کب نہ رہیگا
پل بھر کا بھروسہ بھی نہیں ہے تو بتاؤ
اس طرح سے جم کر جو یہاں بیٹھ گئے ہو
کیا منزلِ ہستی کا ہے بس ایک پڑاؤ

ابو الاقبال

○

مَیں ہوں تیرا خواب تُو اس خواب کی تعبیر ہے
اور مری پہچان تیرے ہاتھ کی تحریر ہے

جا بجا خوں ریز آنکھیں جا بجا شعلوں کی لَو
آدمی سوچے تو اس کے دل کی یہ تصویر ہے

ہے اگر تقدیر ہی ردِّ عمل تدبیر کا
میرا ناکردہ گنہ بھی قابلِ تعزیر ہے

کون کہتا ہے کہ ہے محدود بے پَر کی اُڑان
میری قسمت میں تو مہر و ماہ کی تسخیر ہے

لوگ اپنے دل کی باتیں کہہ کے رُسوا ہو گئے
میرے دل کی بات مجھ کو باعثِ توقیر ہے

ایک پل بھر کے لئے بھی ہو نہیں سکتے الگ
روز و شب کا سلسلہ کچھ اس قدر گمبھیر ہے

میرے دل میں درد اُٹھتا ہے تو یاد آتا ہے تُو
میرے سینے میں جو ہے پیوست تیرا تیر ہے

کون دستک دے رہا ہے میرے دروازے پہ آج
دوستی کے بھیس میں شائد کوئی رہگیر ہے

ہر کوئی میری طرح کھُل کر نہیں کرتا گُنہ
کب کسی کی نیک فطرت باعثِ تقصیر ہے

قافلے میں سب سے آگے ہے نسیمؔ سُست رَو
دیکھنا شائد اسی کے پاؤں میں زنجیر ہے

نسیم سیفی

مطالباتِ تحریکِ جدید

فرمودہ سیدنا حضرت فضلِ عمرؓ (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

وقفِ رخصت موسمی میں حصہ لیں۔
نوجوان خدمتِ دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔
مقاصد تحریکِ جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مبشر احمد ایاز

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیرتِ پاک

مکرم مبشر احمد ایاز صاحب ماہنامہ خالد کے ایڈیٹر ہیں اور جامعہ احمدیہ میں استاد ہیں۔ انہوں نے ماہنامہ خالد کی حالیہ اشاعت (اگست ۱۹۹۱ء) میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون سپردِ قلم کیا ہے۔ اس مضمون کے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔ (ادارہ)

حسینؓ عہد صدیقی میں

حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں حضرت حسینؓ کی عمر تو کوئی اتنی زیادہ نہیں تھی۔ سات آٹھ سال کے بچے تھے اس لیئے ان کے عہد کا کوئی خاص واقعہ قابل ذکر نہیں ہے۔ بجز اس کے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت حسینؓ سے بہت شفقت اور محبت سے پیش آتے کہ وہ نبیؐ کے نواسہ ہیں۔

حسینؓ عہد فاروقی میں

حضرت عمرؓ کے ابتدائی عہد خلافت میں آپ بہت چھوٹے تھے لیکن آخری عہد میں آپ سن شعور کو پہنچ چکے تھے۔ البتہ اس عہد کی مہمات میں آپ کا نام نظر نہیں آتا۔

حضرت عمرؓ حضرت حسینؓ کا بہت خیال رکھتے تھے اور قرابت رسول کا خاص لحاظ رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ جب بدری صحابہ کے لڑکوں کا دو دو ہزار وظیفہ مقرر کیا گیا تو حضرت حسینؓ کا قرابت رسول کی وجہ سے ۵ ہزار ماہوار مقرر کیا گیا۔ (فتوح البلدان ذکر عطاء عمر بن الخطاب)

حضرت عمرؓ کسی چیز میں بھی حضرت حسینؓ کو نظر انداز نہیں ہونے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ یمن سے بہت اعلیٰ قسم کے حلّے آئے آپ نے حلّے تمام صحابہ میں تقسیم کئے۔ آپ منبر نبویؐ پر تشریف فرما تھے کہ لوگ ان حلّوں کو پہن کر شکریہ کے طور پر آکر سلام کرتے تھے اس دوران حضرت حسنؓ و حسینؓ حضرت فاطمہؓ کے گھر سے نکلے (آپ کا گھر حجرہ مسجد کے درمیان ہی تھا) حضرت عمرؓ کی نظر ان دونوں پر پڑی تو ان کے جسموں پر حلّے نظر نہ آئے۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ بہت کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا کہ مجھے تمہارے حلّوں کو دیکھ کر کوئی خوشی نہیں ہوئی کیونکہ ان دونوں لڑکوں کے جسم حلّوں سے خالی ہیں۔ حضرت عمرؓ یہ کہہ کر منبر سے نیچے اتر آئے اور جا کر فوری طور پر دو حلّے منگوا کر حسنؓ و حسینؓ کو پہنائے اور فرمایا کہ اب مجھے خوشی ہوئی ہے۔ (ابن عساکر۔ جلد ۴ صفحہ ۳۲۱)

حسینؓ عہد عثمانی میں

حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں حضرت حسینؓ جوان ہو چکے تھے۔ چنانچہ سب سے اول اسی عہد میں میدان جہاد میں قدم رکھا اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ہونے والے کئی جنگی معرکوں میں شرکت فرمائی۔

اس کے بعد حضرت علیؓ کے زمانے میں بھی میدان جہاد میں آپ سرگرم عمل رہے اور عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ جب بھی جہاد بالسیف کا وقت آتا تو مجاہدانہ شرکت فرماتے اور بہادری کے جوہر دکھا کر واپس لوٹتے۔

حسینؓ میدان جنگ میں

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں آپ ابھی صغیر السن ہی تھے البتہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں آپ جوان ہو چکے تھے اور اسی عہد میں آپ نے اول اول میدان جہاد میں قدم رکھا اور پھر آپ نے کم و بیش ہر اہم جنگی معرکے میں اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھائے چنانچہ ۳۰ھ میں طبرستان کی فوج کشی میں آپ نے شرکت کی۔ آپ کی بہادری اور جرأت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے دنوں میں جب باغیوں نے مدینہ پر قبضہ کیا ہوا تھا اور قصر خلافت کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور لوگ ڈر کے مارے گھروں سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ تو اس وقت چند ایک نوجوان جو حضرت عثمانؓ کے گھر کے باہر ان کی حفاظت کرتے ہوئے پہرہ دے رہے تھے ان میں ایک حضرت حسینؓ بھی تھے اور بڑی بہادری کے ساتھ باغیوں کو اندر گھسنے سے روکے ہوئے تھے۔

اسی طرح جنگ جمل اور جنگ صفین میں بھی اپنے والد بزرگوار کے ساتھ شامل ہوئے۔ اور جنگ جمل کے اختتام پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کئی میل تک پہنچانے کے لیئے حفاظت و احترام کی خاطر حضرت علیؓ نے حضرت حسینؓ کو ساتھ روانہ کیا۔

جنگ جمل کے بعد جنگ صفین کے قیامت خیز واقعہ میں بھی آپ نے بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا۔ اور التوائے جنگ کے بعد معاہدہ نامہ میں جن گواہوں کے دستخط تھے ان میں سے ایک حضرت حسینؓ بھی تھے جنگ صفین کے بعد خوارج کی سرکوبی کے لیئے بھی کئی فوجی کارروائیوں میں آپ شامل ہوئے۔

حضرت امام حسینؓ نے یہ جہاد یعنی جہاد بالسیف حضرت معاویہؓ کے دور حکومت میں بھی جاری رکھا۔ چنانچہ آپ کے عہد حکومت میں ۴۹ھ میں قسطنطنیہ کی مشہور مہم میں بھی حضرت حسینؓ شامل تھے۔ یہ وہ مہم تھی کہ اس میں حضرت ابوایوب انصاریؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے صحابہ بھی شریک تھے یہی وہ فوجی مہم ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ "کیا اچھی وہ فوج ہوگی اور کیا اچھا وہ امیر ہوگا جو ہرقل کے شہر میں حملہ آور ہوگا"۔

البتہ یزید کے دور اقتدار میں آپ نے یزید کو حق پر نہیں سمجھا اور اس کی اطاعت نہیں کی۔ اور یزید جیسے پلید شخص کی اطاعت نہ کر کے جس جرأت و بہادری اور ثابت قدمی اور استقلال کا مظاہرہ میدان کربلا میں کیا تاریخ میں اس کی مثال کم ملتی ہے۔

آپ کی شہادت

خلیفہ راشد حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے کیلئے جو تلواریں نیام سے باہر ہوئی تھیں وہ پھر کبھی نیام کے اندر نہ جا سکیں اور خلافت کی جو مشروط نعمت مسلمانوں کو خدا کی طرف سے ملی تھی وہ آخر کار ان سے چھین لی گئی اور خلافت کے بعد ملوکیت کا دور شروع ہو گیا۔ مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائی کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ تاریخ اسلام کا یہ ایک بہت دردناک باب ہے مسلمانوں نے اس وقت خلافت کی قدر نہ کی اور ردائے خلافت کو تار تار کر دیا اور آخر کار خدا نے یہ نعمت واپس لے لی اور وہ "قمیص"، جو حضرت عثمانؓ کے جسم اطہر سے وہ اتارنا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ نے خلافت کی اس خلعت سے آخر کار مسلمانوں کو محروم کر دیا اور پھر ایک مدّت دراز تک مسلمان خلافت کی برکتوں سے محروم رہے وہ خلافت کے نام کو ترستے رہے خلیفہ کا بابرکت وجود بے قرار اور ستم رسیدہ نگاہوں کو سیراب نہ کر سکا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کا زمانہ "فیج اعوج" کی صورت میں شروع ہوا اور بالآخر ------------ کی شکل میں وہ تاریکی دوبارہ ختم ہوئی۔ ملوکیت کی اسی ابتداء میں یزید کا دور حکومت شروع ہوتا ہے۔ جس کے سامنے حسینؓ اطاعت کا سر نہیں جھکا سکتے تھے۔ یزید طوعاً و کرہاً حسینؓ کا دست بیعت اپنے ہاتھ پر رکھنا چاہتا تھا مگر حسینؓ جیسے مطہر اور پاک وجود نے سر تو دے دیا مگر بیعت کا ہاتھ دینا گوارا نہ کیا۔

اور آخر کار ۱۰/ محرم ۶۱ھ ستمبر ۶۸۱ء کربلا کے میدان میں دشمنان اسلام کے سامنے بہادری سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش فرمایا۔

حضرت امام حسینؓ نے اپنی شہادت سے پہلے کربلا کے میدان میں جو خطبہ دیا اس کا ایک تاریخی حصہ طبری کے مطابق یہ ہے۔ آپ نے فرمایا "یاد رکھو اللہ میرے قتل سے سخت ناراض ہے۔ میں بقسم کہتا ہوں کہ تمہارے ذلت دینے سے اللہ مجھے عزت دے گا اور پھر میرا بدلہ تم سے اس طرح لیا جائے گا جس کا تمہیں اس سے پہلے تصور بھی نہ ہوگا۔ یاد رکھو مجھے قتل کرنے کے بعد خود تمہارے درمیان تفرقہ پڑ جائے گا۔ خانہ جنگیاں ہوں گی اور آخر کار تمہارا خون بھی بہایا جائیگا۔ اسکے بعد آخرت کی سزا وہ اس سے بھی زیادہ ہے"۔ (الطبری ۶/۲۵۸ بحوالہ اردو دائرۃ المعارف صفحہ ۳۳۲ جلد ۸)

خطیب اور شاعر

مذہبی کمالات کے علاوہ عہد عرب کے مروجہ علوم میں بھی پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ خطابت اس زمانہ کا بڑا کمال تھا۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت علیؓ اپنے عہد کے بہت بڑے خطیب تھے اور "نہج البلاغہ" کے خطبات آپ کے کمال خطابت کے شاہد ناطق ہیں۔ حضرت حسینؓ نے بھی یہ فن فطری طور پر اپنے باپ سے پایا۔ آپ کا شمار اس عہد کے ممتاز خطیبوں میں ہوتا تھا اور خطابت میں کمال کی جھلک ان خطبات میں بخوبی نظر آتی ہے۔ جو خاص طور پر میدان کربلا میں آپ نے یزیدی فوج کے سامنے دیئے تھے۔

ادب اور تذکرہ و تراجم کی کتابوں میں آپ کی طرف بہت سے حکیمانہ اشعار منسوب ہیں۔ لیکن تاریخ و سیرت کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مستند کتب اس بارے میں خاموش ہیں جس کی وجہ سے دوسری کتابوں میں پائے جانے والے آپ کے اشعار کی صحت مشکوک ہو جاتی ہے۔

فیاضی و سخاوت

مالی اعتبار سے آپ کو کافی فراخی عطا ہوئی تھی۔ دربار خلافت سے شروع سے ہی آپکا وظیفہ /۵۰۰۰ درہم مقرر ہوا تھا اور حضرت معاویہؓ کے زمانہ سے تو مال کی فراوانی ہو گئی تھی جب کہ حضرت امیر معاویہؓ سے حضرت امام حسنؓ کی صلح ہوئی تو آپ نے حضرت امیر معاویہؓ سے حضرت امام حسنؓ کے لیئے بھی دو لاکھ نذر مقرر کروالئے۔

جس طرح اللہ تعالےٰ نے آپ کو مال و دولت میں فراوانی عطا کی تھی اسی طرح فیاضی سے آپ خدا کی راہ میں خرچ بھی کرتے تھے۔ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ حسینؓ خدا کی راہ میں کثرت سے خیرات کرتے تھے اور کوئی سائل کبھی آپ کے دروازہ سے واپس نہ ہوا تھا۔ (تہذیب الاسماء جلد ۲ صفحہ ۱۶۳)

حضرت امام حسینؓ کو سخاوت کا وصف اپنے والد حضرت علیؓ سے تو ملا ہی ہوگا۔ کیونکہ وہ بھی اپنے زمانے میں بہت بڑے سخی تھے۔ درحقیقت یہ ورثہ بھی آپ نے اپنے نانا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پایا تھا کہ جن کی آغوش مبارک آپ کی درسگاہ تھی۔ "نور الابصار" میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک روز حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلے اللہ علیہ وسلم) یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں ان کو اپنے اوصاف کا وارث بنائیے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے درخواست قبول فرمائی اور فرمایا کہ "میں نے حسن کو اپنا علم دیا اور حسین کو شجاعت و سخاوت"۔ ("امام حسین" مطبوعہ فیروز سنز صفحہ ۶۸)

ایک مرتبہ ایک سائل مدینہ کی گلیوں میں پھرتا پھراتا ہوا آپ کے دروازے پر پہنچا۔ اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے۔ سائل کی صدا سن کر جلدی جلدی نماز ختم کر کے باہر نکلے۔ سائل پر فقر و فاقہ کے آثار نظر آئے۔ اسی وقت اپنے خادم قنبر کو آواز دی اور پوچھا کہ ہمارے اخراجات میں سے کچھ باقی رہ گیا ہے۔ قنبر نے جواب دیا آپ نے دوسو درہم اہل بیت میں تقسیم کرنے کے لیئے دیئے تھے وہ ابھی تقسیم نہیں کئے گئے ہیں۔ فرمایا اس کو لے آؤ اہل بیت سے زیادہ مستحق ایک شخص آگیا ہے۔ چنانچہ اسی وقت دوسو درہم کی تھیلی منگوا کر سائل کے حوالہ کر دی اور ساتھ معذرت کی کہ اس وقت میرے پاس اتنا ہی مال تھا۔ اس سے زیادہ خدمت نہیں کر سکتا۔ (ابن عساکر جلد ۴ ص ۳۲۳)

حضرت علیؓ کے دور خلافت میں جب آپ کے پاس بصرہ سے آپ کا ذاتی مال آتا تھا تو آپ اسی مجلس میں اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ (ابن عساکر جلد ۴ ص ۳۱۲)

جلاء العیون میں ایک اور واقعہ آپ کی فیاضی اور سخاوت کا اس طرح لکھا ہے کہ ایک مصیبت زدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے یہ ضرورت بیان کی کہ مجھے اپنی جان بچانے کے لیئے کچھ رقم درکار ہے۔ آپ نے اس سے چند سوالات کئے جن کے جوابات سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ وہ بھلا آدمی ہے اور اس کی جان بچانا کار ثواب ہے۔ چنانچہ آپ نے فوراً اس کو دس ہزار دینار خون بہا ادا کرتے اور مزید دس ہزار گھر کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیئے دیئے۔ (بحوالہ "امام حسین" صفحہ ۶۶ فیروز سنز)

ایک اور واقعہ جو بہت مشہور ہے اس سے بھی آپ کی دریا دلی اور سخاوت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی اسامہ بن زیدؓ جو حضرت حسینؓ کے زمانے تک زندہ تھے مگر بہت بوڑھے ہو گئے تھے۔ وہ سخت بیمار ہوئے تو حضرت حسینؓ ان کی عیادت کے لیئے ان کے گھر گئے۔ ان کو مرض اور ضعف کی وجہ سے بہت تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کا انہیں اتنا غم نہیں تھا البتہ اس فکر سے وہ بہت مغموم تھے کہ سر پر قرض کا بوجھ ہے اور مقروض ہونے کی حالت میں مر رہے ہیں۔ حضرت امام حسینؓ نے بھانپ لیا کہ حضرت اسامہؓ کسی خاص وجہ سے پریشان ہیں۔ آپ نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو حضرت اسامہؓ نے پریشانی کی وجہ بیان کر دی۔ حضرت امام حسینؓ نے دریافت کیا "قرضہ کتنا ہے؟" آپ نے بتایا کہ "ڈیڑھ ہزار درہم"۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ میں سے آپ کا قرضہ ابھی ادا کئے دیتا ہوں۔ آپ نے گھر واپس جا کر سارا قرضہ فوراً ادا کر دیا بلکہ علاج معالجے اور گھریلو اخراجات کے لیئے بھی کچھ رقم بھجوا دی۔

آپ کی سخاوت اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ بعض اوقات اتنی زیادہ سخاوت کرتے تھے کہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کیلئے کچھ بچا رکھنا بھی بھول جاتے تھے۔

عفو و درگذر

حضرت حسینؓ عفو و درگذر اور خلق عظیم میں بھی اپنی مثال آپ تھے ایک دفعہ آپ میں اور آپ کے سوتیلے بھائی محمد بن حنفیہ میں کسی موضوع پر گفتگو کے دوران کچھ تلخ کلامی پیدا ہو گئی اور دونوں ناراض ہو کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد محمد بن حنفیہ نے ایک عریضہ لکھ کر معذرت کی تو آپ اسی وقت ان کے پاس پہنچے اور ان کی تقصیر معاف فرما دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ حضرت حسینؓ کے بڑے مداح تھے لیکن آپ ان سے اس لیئے ناراض تھے کہ وہ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے خلاف لڑے تھے۔ ان کے ایک دوست ملاپ کرانے کے لیئے انہیں ساتھ لے کر حضرت حسینؓ کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ یہ آپ کو سب انسانوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے والد مجھ سے بھی افضل تھے مگر یہ جنگ صفین میں ان کے مقابل پر آئے۔ اس پر حضرت عبداللہ نے صفائی پیش کی تو حضرت امام حسینؓ نے ان کی بات سن کر فوراً انکی طرف سے دل صاف کر لیا۔

اہل شام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اہل بیت کے دشمن تھے۔ ایک دفعہ ایک شامی "ہشام" نے آپ کو اور حضرت علیؓ کو آپ (حسین) کے منہ پر گالیاں دیں مگر آپ اس سے ایسی خوش اخلاقی سے پیش آئے کہ وہ شرمندہ ہو گیا اور اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے لگا۔

ماہنامہ خالد اگست ۹۱ء

برطانیہ کا ایک قانون

اسی اخبار میں چھپنے والی ایک خبر یہ ہے کہ ایک سکھ لڑکی نے جو ہندوستان سے انگلستان گئی تھی وہاں ایک برطانوی شہری سے شادی کر لی اور اس شادی کے دو تین مہینے بعد اسے طلاق ہو گئی۔ طلاق کے بعد ہوم آفس کی طرف سے اسے نوٹس ملا کہ وہ ایک مہینے کے اندر اندر برطانیہ چھوڑ کر چلی جائے۔ لڑکی وہیں رہنا چاہتی تھی چنانچہ اس نے ایک گوردوارے میں پناہ لے لی۔ اور وہ کہتی ہے کہ جب تک ضروری ہوگا میں اسی گوردوارے میں رہونگی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے پہلے بھی ایک عورت کو طلاق ملنے پر اسی طرح کا حکم نامہ جاری کیا گیا تھا۔ ایسے حکم ناموں کے خلاف متعدد افراد اور انجمنیں صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ برطانیہ کا یہ قانون ظالمانہ ہے اور اسے بدلنا چاہیئے۔

ایک اور

ایشین ٹائمز۔ انگلستان

سیدنا حضرت امام جماعت مرزا طاہر احمد صاحب کی تصویر کے ساتھ حضور کے ایک انٹرویو کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ احمدی عیسائیت کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعض باتوں کی وضاحت رشید احمد چوہدری جو انگلستان کی احمدیہ جماعت کے سپوکس پرسن ہیں نے کی ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف مذاہب میں جو اختلاف پایا جاتا ہے اسکا بھی ذکر کیا ہے۔ اسی طرح رشید احمد چوہدری نے پنجاب کے مقبول الٰہی ملک ایڈووکیٹ جنرل کے اس بیان کا بھی ذکر کیا ہے جو انہوں نے صاحبزادہ مرزا خورشید احمد کی پٹیشن کے سلسلے میں جسٹس خلیل الرحمٰن لاہور ہائی کورٹ کے سامنے پیش کیا تھا۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ احمدیہ جماعت کو کسی قسم کا جشن منانے کا حق حاصل نہیں ہے کیونکہ اس سے ان کی "تبلیغ" ہوتی ہے۔ مقبول الٰہی ملک نے یہ بھی کہا تھا کہ نہ صرف یہ کہ احمدی دوسروں کو نہیں بتا سکتے کہ ان کا کیا عقیدہ ہے بلکہ وہ اپنے بچوں کو بھی احمدیت کی تعلیم نہیں دے سکتے۔ پس بیان میں ملک صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ جو احمدی (حضرت) بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریریں چھاپتے ہیں ان کی سزا موت ہونی چاہیئے۔ انسانی حقوق کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ شرعی کورٹ نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے کہ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات

نون سین

خلیج کی جنگ کے بعد کا عراق

محمد راشد ان کا اصلی نام تو نہیں ہے اصل نام تو کچھ اور ہے لیکن وہ اسی نام سے لکھنا چاہتے ہیں۔ وہ پہلے عراق کے اعلیٰ حکام میں سے تھے لیکن اب وہ عراق سے باہر جلاوطنی کی زندگی گذار رہے ہیں انہوں نے اس موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے کہ امریکہ عربوں کا دوبارہ اعتماد کس طرح حاصل کر سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جہاں تک خلیج کی جنگ کا تعلق ہے وہ ایک نہایت غیر معمولی منظر پیش کرتی تھی عراق جیسے تیسری دنیا کے ایک چھوٹے سے ملک کے مقابلے میں جس کی آبادی صرف امریکہ کی آبادی سے پندرھواں حصہ ہے۔ ایک سپر پاور دو بڑی فوجی طاقتیں اور خاصی تعداد میں بڑی درمیانی اور چھوٹی ریاستیں عراق کے خلاف جنگ لڑ رہی تھیں۔ جہاں تک عراق کی فوجی طاقت کا تعلق ہے وہ کسی نہ کسی وجہ سے بہت مبالغہ کے ساتھ پیش کی جاتی رہی تھی اور کہا یہ جاتا تھا کہ یہ طاقت امن عالم کے لئے خطرے کا باعث ہے۔ اگرچہ عراق کو عرب اور اسلامی دنیا کے عوام الناس کی خاصی حمایت حاصل تھی لیکن اس کی کیفیت یہ تھی کہ وہ محاصرے میں تھا اور دوسروں سے الگ تھلگ اور اسے یہ جنگ اکیلے لڑنی پڑی۔ حالانکہ مقابلے پر بہت بڑی طاقتیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جتنا عراق اور دوسری لڑنے والی طاقتوں کا توازن زیر نظر لایا جا سکتا ہے۔ یہ کہنے میں کسی کو باک نہ ہو گا۔ کہ یہ جنگ نہایت غیر متوازن تھی اور ایسی جنگ تھی جس میں دفاع کی کوئی صورت نہ تھی۔ کئی ہفتے ان بڑی چھوٹی طاقتوں نے مل کر عراق پر دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا حملہ کیا۔ اس کی فوجی تنصیبات کو پیس کر رکھ دیا۔ اس کی صنعت کے نظام کو تباہ کر دیا اس کے بہت سے شہروں کو ملیامیٹ کر دیا اور اس کی آبادی کو خاصا خوف میں مبتلا کر دیا۔ عوام الناس کی حمایت کو جاری رکھنے کے لئے یہ جنگ صدام حسین جیسے ایک شیطانی صورت میں پیش کیا گیا اور جارج بش جیسے ایک قانون کا وفادار سینٹ دکھایا گیا کے درمیان تھی۔ عراق کے لوگوں کو انسان ہی نہیں سمجھا گیا۔ اور انہیں یعنی سویلین آبادی کو اور عراقی فوجیوں کو بھی بے دردی کے ساتھ اور بلا امتیاز موت کے گھاٹ اتارا گیا اور یہ سب کچھ ایک منصفانہ جنگ کے نام پر کیا گیا۔ جس طرح یہ جنگ لڑی گئی۔ اسے سامنے رکھتے ہوئے اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ اس جنگ سے قبل بھی یہ فیصلہ کیا جا چکا تھا کہ عراق کی جنگی اور صنعتی طاقت اور اہلیت کو ختم کر دیا جائے گا یہ سب کچھ اس لئے نہیں کیا گیا کہ جنگ کی ضرورت تھی بلکہ اس لئے کہ اس کا پہلے ہی سے فیصلہ ہو چکا تھا اور اس لئے بھی کہ عربوں میں صرف یہی ایک ملک ایسا تھا جو اسرائیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکتا تھا۔ مسٹر محمد راشد کہتے ہیں کہ نقصان کا اندازہ لگانا نہایت مشکل ہے یہ تباہ کاری اتنی زیادہ تھی کہ کہا نہیں جا سکتا کہ کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوئی۔ وہ کہتے ہیں میرے خیال میں عراق کو اس ذمہ داری کا ایک خاصا بڑا حصہ قبول کرنا چاہیئے مجھے اس بات کا علم نہیں کہ عراقی رہنماؤں نے یہ محسوس کیا تھا کہ نہیں کہ وہ ایک جال میں پھنسائے جا چکے ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے اپنے آپ کو اپنے دشمنوں کے ہاتھ میں دے دیا عراق اور ایران کی جنگ ۱۹۸۸ء میں ختم ہوئی اور اس کے معاً بعد ایک خطرناک پراپیگنڈا شروع ہو گیا۔ مغربی ذرائع ابلاغ نے صدام کے خلاف نہایت تیز و تند باتیں کہنی شروع کر دیں۔ جھوٹ اور مبالغہ آمیز رپورٹیں شائع کرنی شروع کیں جن میں یہ کہا گیا اور بے شمار دفعہ کہا گیا کہ عراق کے پاس نیوکلیئر اسلحہ کا پروگرام ہے۔ ایک سپر گن کی طرف بھی اشارہ کیا گیا اور بڑے مزے لے لے کر یہ بات کہی گئی کہ عراق نے کیمیاوی اسلحہ استعمال کیا ہے صدام کو بغداد کا بوچڑ کہا جانے لگا اور ایک ایسا ظالم شخص جو خون کا پیاسا ہو۔ اسے ہٹلر اور سٹالن کا جانشین بھی کہا گیا۔ اس دوران امریکہ نے خوراک بھیجنی بند کر دی اور بعض دیگر اشیاء کی برآمد پر بھی پابندی لگا دی۔ نجی بنکوں پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ عراق کو قرضے کی سہولتیں مہیا نہ کریں بہت سے مغربی ممالک نے اس بات پر عمل درآمد کیا۔ عراق کی فوجی طاقت کے خلاف بہت زیادہ کچھ کہا گیا اور عربوں کو اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ مشرق وسطی کا امن عراق کی وجہ سے خطرے میں ہے اس لئے صدام حسین کو اس تناظر سے ہٹا دینا چاہیئے۔ دو سال سے زیادہ عرصہ تک یہ پراپیگنڈہ جاری رہا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ عراق کے رہنما اس سے متنبہ ہو جاتے لیکن انہوں نے اس پراپیگنڈے کو جاری رہنے دیا۔ اور اپنے خلاف اشتعال کو بڑھنے دیا۔ یہی وہ بات تھی جو امریکہ اور مغربی ممالک چاہتے تھے۔ صدام حسین کو اس بات کا بھی غصہ تھا کہ کویت عراق کی مالی کمزوری کو کیوں نہیں سمجھتا اور اسی غصے کی حالت میں اس نے کویت کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی غلطی کر لی۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ ایک آزاد ریاست کے خلاف اس کا یہ عمل کسی طرح بھی پذیرائی حاصل نہیں کر سکتا۔ اور پھر وہ ریاست اقوام متحدہ کی رکن بھی ہے اور تیل پیدا کرنے والوں میں سے ایک بہت بڑی ریاست ہے محمد راشد کے خیال میں اگر عراق کو زندہ سلامت رہنا ہے تو اسے جمہوریت اختیار کرنی چاہیئے۔ جب جمہوری حکومت قائم ہو جائے گی تو سب سے پہلی ترجیح کردوں کا سوال ہو گا اور شمالی عراق میں کردوں کو ایک ریاست تشکیل دیئے جانے کا موقعہ دیا جائے گا۔ اس کے بعد یہ جمہوری حکومت ملک کی تعمیر نو کا کام کرے گی۔ اس وقت ایسی ہی سکیم کی ضرورت ہو گی جسے پہلے کسی وقت مارشل پلین کہا گیا تھا۔ اس میں عرب ممالک بھی حصہ لیں گے اور بڑے بڑے صنعتی ممالک کو بھی دعوت دی جائے گی کہ وہ عراق کی تعمیر نو میں حصہ لیں۔ اگرچہ شروع میں باہر سے سرمایہ منگوانا پڑے گا لیکن آہستہ آہستہ عراقی خود یہ بوجھ برداشت کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ ان کی قربانیاں۔ ان کی محنت اور ان کا نظام اس بات پر منتج ہو گا کہ جنگ کے بعد وہ اپنے ملک کی تعمیر نو کر سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ نیا عراق آزاد جمہوری اور ترقی کرنے والے ممالک کی فیملی کا ایک فرد بن سکے گا ہر حفاظتی اور دفاعی انتظام میں جو اس علاقے کے لئے کیا جائے گا اس میں عراق حصہ دار ہو گا۔ اس تباہ کن جنگ کے بعد عراقیوں اور کویتیوں کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ اچھے ہمسائے کس طرح زندگی گذارتے ہیں اور اگر کوئی اختلافات ہوں تو انہیں کس طرح باہم مل جل کر دور کیا جا سکتا ہے۔ ایک دوسرے کو برداشت کرنے کی عادت ہونی چاہیئے ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنے اور درگذر کرنے کی عادت ہونی چاہیئے۔ یہی چیزیں ہیں جو ان زخموں کو مندمل کر سکیں گی۔ جو اس جنگ کی وجہ سے لگے ہیں۔ اس جنگ کے دوران زیادہ نقصان کویتی اور عراقی عوام کا ہوا ہے اور میرے خیال میں کویتیوں کا نقصان زیادہ ہوا ہے لیکن میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہیں اپنے انتقام کی خواہش کو کنٹرول کرنا چاہیئے۔ تاکہ یہ بات ان کے مستقبل پر برا اثر نہ ڈالے۔

عراق اور کویت دونوں کو یورپ کی مثال سامنے رکھ کر سوچنا چاہیئے کہ آئندہ انہیں کیا کرنا ہے اور اپنی کمی کو کس طرح دور کرنا ہے۔ پرانی دشمنیاں کس طرح ختم کرنی ہیں اور اپنی نئی تقدیر کو کس طرح بنانا ہے اور مستقبل کی نسلوں کے لئے کیا کچھ چھوڑ کر جانا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ عراقی عوام ان غلطیوں اور جرائم کے ذمہ دار نہیں ہو سکتے جو ریاست میں اقتدار رکھنے والوں کے ذمہ لگنے چاہئیں۔ اگر وہ ملک میں جمہوریت لائیں اور فلسطینیوں کو ان کے بنیادی حقوق دیں تو انہیں معلوم ہونا چاہیئے تھا کہ گذشتہ تمام باتیں بھلا دی جائیں گی اور معاف کر دی جائیں گی ورنہ امریکہ کے خلاف عربوں کے عوام الناس کے مخالفانہ جذبات جاری رہیں گے اور ان کا نقصان علاقے کی ریاستوں کو ہو گا۔ محمد راشد خلیج کی امن کونسل کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ امریکہ کے اتحادیوں کو اس بات پر مائل کریں کہ عراقی حالات کو درست کیا جائے اور اس طرح عرب اسرائیل تنازعے کا بھی حل نکالا جائے۔ اس وقت امریکہ ان کا ممنون احسان ہے کہ انہوں نے اس جنگ میں ان کا ساتھ دیا اور عملی شراکت کی۔ انہیں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر عراق کی فوجی اہلیت کو ختم کرنا ہے تو انہیں کوئی نئی عرب فوجی طاقت سامنے لانی چاہیئے جو علاقے میں امن قائم رکھ سکے اور علاقے کا دفاع کر سکے اور ہر اس شخص کا مقابلہ کر سکے جو تشدد کے ساتھ ان سے پیش آئے۔ اگرچہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے بار بار یہ کہا ہے کہ ہماری جنگ عراقی عوام الناس کے ساتھ نہیں بلکہ صدام حسین کے ساتھ تھی لیکن یہ حقیقت ہے کہ جنگ کے نتیجہ میں عراق تباہ ہوا۔ اور عراقی حکومت قائم رہی۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ کویت کی آزادی ہو یا وہ تحفظ جو امریکہ نے اس علاقے کو دیا ہے ان دونوں میں سے کوئی بات بھی ایسی کا جواز نہیں بن سکتی کہ عراق پر اس قسم کا حملہ کیا جاتا۔ جب بش صدر منتخب ہوئے تھے تو عرب ریاستوں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا تھا کہ عربوں کے مخالف ریگن شلز کی انتظامیہ کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ ہمارا خیال یہ تھا کہ نئی ٹیم یعنی بش اور بیکر عرب اسرائیل تنازعے

باقی صفحہ ۶ پر

محمد سمیع طاہر ـــ لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آزادی ایک نعمت ہے

آزادی ایک نعمت ہے۔ ایک بیش قیمت نعمت، آزادی قدرت کا ایک تحفہ ہے، قدر دانوں کے لئے، آزادی ایک اعزاز ہے۔ خوش بختوں کے واسطے، آزادی ایک انعام ہے۔ حریت کے پیکروں کے لئے، آزادی ایک خواب حسین ہے شہیدوں کے لئے، اور آزادی ایک سپاس نامہ ہے غازیوں کے لئے۔

زندہ قومیں اس کی قدر کرتی ہیں خون دل سے اس کی آبیاری کرتی ہیں، اس کے محنت کش کسانوں کی شبانہ روز محنت سے اس کھیت کھلیان اناج سے بھر جاتے ہیں۔ اس کے باصلاحیت مزدوروں کی عرق ریزی سے صنعت و کارخانے مصنوعات کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ اس کے دانشور اور محنتی طلباء اپنے فکر رسا سے علم وادب کے ایوانوں میں تہلکا مچا دیتے ہیں۔

وطن عزیز پاکستان کے خوش قسمت عوام کے اجداد نے ۱۴؍ اگست ۱۹۴۷ء کو غلامی کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور عظیم قائد ـــ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی بے لوث اور انتھک قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں کی لازوال قربانیوں نے بیک وقت انگریز کی حکاری اور ہندو کی عیاری کو شکست دی اور دنیا کے نقشے پر ایک عظیم اسلامی سلطنت کے نقوش ابھرے۔

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو سرسید احمد خاں نے الگ قومی وجود کا احساس دلایا، علامہ اقبال نے انہیں بیداری عوام، ہمت اور خودی کا درس دیا اور حضرت قائد اعظم کی ولولہ انگیز قیادت نے انہیں ایک جھنڈے تلے جمع کیا۔ نظریہ پاکستان کی اساس نے انہیں آزادی کے حصول کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار کیا۔ وہ سمجھ گئے کہ گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہوتی ہے اور یہ کہ ـــ

غلامی میں نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ شمشیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

پاکستان بن گیا لیکن حاسدوں کی نظروں میں خار بن کر کھٹکنے لگا۔ انہیں یقین تھا کہ پاکستان خاکم بدھن تھوڑے دنوں کی بات ہے لیکن جب ایسا نہ ہوا تو ان کی مایوسی بڑھنے لگی۔ انہوں نے بین الاقوامی اخلاق کو بالائے طاق رکھتے ہوئے طاقت کے زور پر پاکستان کو ختم کرنا چاہا مگر منہ کی کھائی، میرے وطن کے جیالے ہر بار سر پر کفن باندھ کر طفیل، سرور، عزیز بھٹی اور راشد منہاس بن کر اٹھے اور اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر قوم کی لاج رکھ لی۔ انہوں نے اپنا آج اس لئے قربان کر دیا کہ ہم آزادی کی فضا میں سانس لے سکیں۔

آزادی بیسویں صدی کی مجبور و مقہور اقوام کا خواب تھا۔ کتنی ہی قوموں نے پچھلے پچاس سالوں میں آزادی کے حسین خواب کی تعبیر پائی۔

مشہور فرانسیسی مفکر روسو نے کہا تھا "انسان آزاد پیدا ہوا ہے لیکن ہر طرف زنجیروں میں جکڑا نظر آتا ہے"۔

خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دفعہ اپنے ایک گورنر کو سرزنش کرتے ہوتے ہوئے کہا تھا "لوگوں کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا ہے تم نے انہیں غلام کب سے بنا رکھا ہے"۔

آزادی کا یہ تصور آج ہر جگہ موضوع بحث بنا ہوا ہے۔ آئیے دیکھیں آزادی کیا ہوتی ہے؟

سطحی نظر سے دیکھا جائے تو آزادی انسانی سرگرمیوں پر ہر قسم کی حدود اور پابندیوں کی عدم موجودگی تصور کی جاتی ہے لیکن ایک منظم معاشرے میں ایسی بے مہار آزادی کی کوئی جگہ نہیں، اس طرح کی آزادی تو صرف فطری دور میں ہی میسر آسکتی تھی جب معاشرے کی کوئی تنظیم نہ تھی، دراصل آزادی کے اس مفہوم سے سب افراد کی آزادی کی یکساں طور پر حفاظت نہیں ہو سکتی ایسی لامحدود آزادی سے صرف طاقتور ہی بہرہ ور ہو سکتا ہے۔ ایک منظم معاشرے میں ہمیشہ ایسے قواعد و ضوابط موجود ہوتے ہیں جو آزادی کی ضمانت دینے کے ساتھ ساتھ قیود بھی قائم کرتے ہیں۔

آزادی ایک اضافی اصطلاح ہے۔ ہر فرد کی آزادی کا دوسرے فرد کی آزادی سے گہرا ربط ہوتا ہے۔ جہاں آزادی سے بہرہ ور ہونے کا حق ہر فرد کو حاصل ہے وہاں اس پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ ایسے معاملات میں دوسروں کی آزادی کا احترام کرے، یعنی آزادی حقوق و فرائض کا نام ہے۔

آزادی کے جدید تصور کے دو پہلو ہیں ایک منفی اور دوسرا مثبت پہلو، منفی پہلو ان پابندیوں کی نشاندھی کرتا ہے جو ریاست اپنے شہریوں پر لاگو کرتی ہے تاکہ آزادی کی نعمتوں سے ہر کوئی فیض یاب ہو سکے اور مثبت پہلو ان سہولتوں اور حقوق کا بیان ہوتا ہے جو شہریوں کی سیرت و کردار کی تشکیل کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔

آزادی کے لئے انگریزی لفظ LIBERTY استعمال ہوتا ہے جو لاطینی لفظ LIBER سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں آزاد۔ اس طرح ہم آزادی کی تعریف یوں کر سکتے ہیں۔ "آزادی سماجی زندگی میں ان سہولتوں کی فراہمی ہے جو شہریوں کی سیرت و کردار کی نشوونما کرتی ہیں"۔

شاعر مشرق علامہ اقبال نے کہا تھا ـــ

دہر میں عیش دوام آئین کی پابندی سے ہے
موج کی آزادیاں سامان شیون ہو گئیں

آزادی کے بغیر زندگی کا تصور بھی بے معنی ہے، آج کا دور مادیت کا دور ہے انسانی سرگرمیوں میں سے بیشتر کا محور فکر معاش ہوتا ہے اس لئے آزادی کا صحیح مفہوم سیاسی آزادی اور معاشی مساوات میں پوشیدہ ہے حقیقی آزادی کے حصول کے لئے سیاسی آزادی کے ساتھ ساتھ معاشی مساوات بھی ضروری ہے اگر صرف سیاسی آزادی دے دی جائے اور معاشی مساوات کا خیال نہ رکھا جائے تو امیر امیر سے امیر تر ہوتا چلا جائے گا اور غریب غریب سے غریب تر، کیونکہ سیاسی آزادی میں سرمایہ دار وسائل پر چالاکی سے قابض ہو جائے گا، اور ایسے میں آزادی بے معنی ہو کر رہ جائے گی۔

اسی طرح اگر سیاسی آزادی کے بغیر معاشی مساوات قائم کر دی جائے تو انسانوں کی حیثیت محض چوپائیوں کی سی ہو کر رہ جائے گی، بس حقیقی آزادی کے لئے معاشی مساوات کا ہونا بہت ضروری ہے۔

خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

بقیہ: صـ۵ سے آگے

کو سنجیدگی کے ساتھ اور غیر جانبدارانہ طور پر حل کرے گی۔ عربوں کو جو بھی اس انتظامیہ پر اعتماد تھا وہ خلیج کی جنگ کی وجہ سے قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اگر امریکہ چاہتا ہے کہ اس علاقے میں اپنے مفاد کو جن کا ایک لمبے عرصے سے تعلق ہے قائم رکھے تو اسے چاہیئے کہ عربوں کا اعتماد حاصل کرے۔ سب سے پہلا سوال یہ ہوگا کہ بش انتظامیہ عراقی فلسطینی مسئلے کا کس طرح اور کتنی رفتار کے ساتھ حل کرتی ہے؟

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم نواز احمد مشتاق صاحب دارالنصر کی والدہ محترمہ کو گرنے کی وجہ سے بائیں کولہے پر چوٹ آئی ہے فیصل آباد سول ہسپتال میں داخل ہیں ڈاکٹروں نے اپریشن تجویز کیا ہے

○ عزیزہ سدرہ نورین بنت ملک محمد یوسف صاحب دارالرحمت وسطی نمبر۲ اپنے والدین کی صحت کیلئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

○ مکرم مرزا محمد حسین صاحب ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی۔ بندش پیشاب کے عارضہ کیوجہ سے سخت تکلیف میں ہے۔

○ مکرم قیصر محمود صاحب سیکرٹری تحریک جدید اقبال ٹاؤن لاہور کے والد صاحب گذشتہ چار ماہ سے بیمار ہیں۔

○ مکرم مرزا مبشر احمد صاحب زعیم انصار اللہ اقبال ٹاؤن لاہور کی ہمشیرہ کی ٹانگ کا اپریشن ہے احباب ان سب کی شفایابی اور صحت و سلامتی کے لئے دعا کریں

سانحہ ارتحال: مکرم چوہدری محمد یعقوب صاحب کاہلوں آف چک ۱۹۲ مراد ضلع بہاولپور ۲۸؍ جولائی کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ احباب ان کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

تلاش گمشدہ: مکرم شاہ دین صاحب پہلوان دیہاتی مربی کا شناختی کارڈ ۱۳؍ اگست کو کہیں گم گیا ہے۔ جن صاحب کو ملے دفتر الفضل میں پہنچا دیں۔

بقیہ: صـ۴ سے آگے

کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی کھلی چھٹی نہیں ہے۔ اسلام غیر مسلموں پر انسانی حقوق کا دروازہ نہیں کھولتا۔ اور وہ غیر مشروط طور پر اپنے مذہب کو دوسروں کے سامنے پیش نہیں کر سکتے۔ مسٹر چوہدری نے اپنے اس بیان کو یوں ختم کیا کہ احمدیہ جماعت متعدد امتحانوں میں سے کامیابی کے ساتھ گذری ہے۔ اور خدا نے چاہا تو ہر طوفان میں سے اسی طرح کامیابی کے ساتھ گذرے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

واقفین نو

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام واقفین نو کو صحت و تندرستی کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور وہ بڑے ہو کر خود اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

جری احمد ابن مبارک احمد
احمد نگر ضلع جھنگ

مستنصر احمد بھٹی ابن منظور احمد بھٹی
ربوہ

ثمرہ آصف بنت طارق مسعود
کراچی

رانا اسد نعیم ابن رانا امجد نعیم طاہر
رفیق آباد ضلع شیخوپورہ

عائشہ احمد بنت منصور احمد مبشر
دار العلوم غربی ربوہ

زمان احمد خان بلوچ ابن عبد الناصر
خان - ربوہ

باسل بشیر ابن میجر بشیر احمد
بہاولپور

شاہ تاج احمد ابن رانا نصیر احمد
ربوہ

عمیر احمد سیٹھی ابن باسط احمد سیٹھی
مغربی جرمنی

کاشف قمر ابن چوہدری دل محمد گجر
باندھی سندھ

عرفان احمد ابن شریف احمد
ربوہ

محمد عظیم ابن نعیم احمد عثمان
ربوہ

باسل احمد ابن ملک ناصر احمد کھوکھر
ربوہ

ثمینہ یاسمین بنت نسیم احمد خالد
ربوہ

فضل عمر ناصر الدین ابن نصیر احمد
ربوہ

تمثال احمد ابن ملک مبارک احمد
ربوہ

حبۃ الوحید بنت رانا منظور احمد
ربوہ

نائلہ کنول بنت منور احمد
ربوہ

مرزا محمد افضل ابن مرزا سکندر بیگ
ربوہ

نعمان احمد ابن بشارت احمد قمر
مربی سلسلہ ربوہ

محمد خالد احمد ابن شیخ محمد ایوب
ربوہ

صباح نورین بنت سلیم اللہ
ربوہ

ذیشان احمد ابن محمد سلیمان
لاہور

حبۃ القدیر مبارک بنت محمد بوٹا
جاوید - ربوہ

زاہد نسیم احمد ابن نسیم احمد گجر
93/12-L ضلع ساہیوال

نعمان احمد ابن منور احمد منیم
ربوہ

وسیم احمد ابن نصیر احمد
ربوہ

خاور محمود ابن محمود احمد
بھلیسر النوالہ ضلع گجرات

نعمان احمد بھٹی ابن محمد سلیمان
ربوہ

باسم احمد ابن بشیر احمد
ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نادار (دیگر) یتیم بچوں کی تعلیم کیلئے شعبہ امداد طلبہ کیلئے عطایا

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے مستحق نادار اور یتیم طلبہ وطالبات کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ یہ شعبہ مشروط بآمد کے طور پر ہے اس کے اخراجات عطیات اور صدقات کے ذریعہ پورے کئے جاتے ہیں جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے گذارش ہے کہ وہ عطیات اور صدقات کی رقوم براہ راست بنام نگران امداد طلبہ یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں مد امداد طلبہ بھجوائیں۔

(ناظر تعلیم)

ضرورت ڈرائیور

ایک مخلص اور محنتی ڈرائیور کی فوری ضرورت ہے L.T.V لائسنس ہولڈر اپنے امیر جماعت یا صدر محلہ کی تصدیق کے ساتھ ملیں۔ قابلیت کے مطابق معقول معاوضہ دیا جائیگا

تجربہ کم از کم ۵ سال

رابطہ: محمد طارق چوہدری۔ کیڈکون فرسٹ فلور نعمان پلازہ ملتان کینٹ ملتان

فون دفتر ۵۱۲۲۵۲

ہوٹل برائے فروخت / ٹھیکہ

پٹرول سٹیشن احمد نگر سے ملحقہ ہوٹل مع سامان برائے فروخت یا ٹھیکہ موجود ہے مرکز سلسلہ میں کاروبار کی خواہشمند پارٹیاں رجوع کریں۔

رابطہ کے لئے

منجانب: محمد ارشد

۲۲/۷ دارالعلوم غربی ربوہ

فون نمبر ۶۸۹

ملکی خبریں

○ نئے چیف آف آرمی سٹاف جنرل آصف نواز جنجوعہ نے صدر اور وزیر اعظم سے باضابطہ ملاقاتیں کیں۔ انہوں نے سندھ کے وزیر اعلیٰ سے بھی ملاقات کی چیف آف آرمی سٹاف نے اپنا عہدہ سنبھالنے کے بعد "آرڈر آف دی ڈے" میں فوجی جوانوں کو ہدایت کی کہ وہ سیاست سے الگ تھلگ رہیں۔ منتخب نمائندوں کو اپنا کام کرنے دیں اور اپنی توجہ اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کی طرف مبذول رکھیں۔

○ وزیر اعظم نے جنرل ضیاء الحق کی تیسری برسی کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ضیاء الحق کے قاتلوں کا سراغ لگا کر انہیں نیست ونابود کر دیا جائے گا۔

○ تخریب کاروں کی آمد کو روکنے کے لئے بھارت اور افغانستان سے ملحقہ سرحدوں کی نگرانی سخت کر دی گئی ہے۔

○ وائس آف امریکہ نے کہا ہے کہ جنرل آصف نواز جنرل بیگ سے بالکل متضاد شخصیت ہیں وہ فوج کو سیاست سے دور رکھیں گے۔

○ سابق وفاقی وزیر عبد الحفیظ پیرزادہ نے کہا ہے کہ میں پیپلز پارٹی کے تئیں متنازعہ نہیں ہوں۔ صورت حال وقت کے ساتھ بدل بھی جاتی ہے۔

○ اپوزیشن پی ڈی اے چھ ستمبر کے موقع پر راولپنڈی میں جلسۂ عام کرے گی

○ محکمہ ریلوے ہائی وے چنیوٹ نے دریائے چناب کے پل کو انتہائی خطرناک قرار دے دیا ہے اور کہا ہے کہ اگر بھاری ٹریفک پر فوری پابندی نہ لگائی گئی تو کوئی بدترین حادثہ ہو سکتا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ ایک سروے کے مطابق امریکی یونیورسٹیوں کے ۷۰ فیصد طلباء امتحانات یا داخلوں کے لئے ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہیں۔

○ بھارت کے یوم آزادی کے موقعہ پر سوپور کشمیر میں بھارتی فوج کی فائرنگ سے بجز ۳۵ کشمیری مسلمانوں کو شہید کیا گیا ان کی شہادت پر ہفتہ کے روز پورے مقبوضہ کشمیر میں زبردست ہڑتال کی گئی۔ حریت پسندوں نے بھارتی فوجیوں پر حملے کر کے ۸ بھارتیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

○ یوگوسلاویہ میں کروشس اور سرونسل کے باشندوں کے درمیان جھڑپیں جاری ہیں اور وفاقی حکومت نے دونوں نسلوں کی جنگ کے دوران مداخلت کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن کروشس نسل کے لوگوں نے الزام لگایا ہے کہ وفاقی حکومت سرونسل کے باشندوں کی حمایت کر رہی ہے یوگوسلاویہ میں خانہ جنگی سے ملکی معیشت بے حد متاثر ہو رہی ہے۔

○ اٹلی نے البانیہ کے دو ہزار باشندوں کو زبردستی اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ چند ہفتے قبل دس ہزار البانوی بہتر زندگی بسر کرنے کی خواہش میں زبردستی اٹلی میں داخل ہو گئے تھے۔ یہ لوگ اٹلی کے مختلف شہروں میں چھپے ہوئے تھے جہاں سے ان کو پولیس نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر واپس البانیہ بھیج دیا ہے

زمین برائے فروخت

ربوہ سے ۲۰ کلومیٹر دور ترکھاناوالہ چوک پر ۶ کنال ۴ مرلے برلب سڑک پختہ از لالیاں تا جھنگ برائے فروخت موجود ہے۔ زمین پر حویلی اور تین کمرے پختہ تعمیر شدہ ہیں۔ خواہشمند حضرات درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

رابطہ کیلئے: مبارک ڈیری لمیٹڈ شاہ جیونا
عبدالسمیع وڑائچ ۲۹/۴ دارالعلوم غربی ربوہ
فون نمبر ۳۰۶ - ۵۰۸

خالص فریزئین نسل کے
جانور برائے فروخت

وڑائچ لائیو سٹاک فارم واقع چک ۱۷ جنوبی تحصیل وضلع سرگودھا میں خالص فریزئین نسل کے جانور بشمول بچھڑے۔ بچھڑیاں وہڑے وہڑیاں۔ حاملہ اور شیر دار گائیں جو کہ آسٹریلیا سے براہ راست درآمد کی گئیں تھیں برائے فروخت موجود ہیں۔ رابطہ کے لئے مالک فارم بروز جمعۃ المبارک فارم پر موجود ہوتا ہے۔ نیلامی کی حتمی تاریخ ۳۰ اگست ۱۹۹۱ء مقرر کی جاتی ہے۔

مالک فارم: ڈاکٹر محمود احمد وڑائچ ویٹرنری آفیسر کوٹ امیر شاہ
۱۳/۱ دارالصدر شمالی ربوہ

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

○ بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	BABY TONIC	۱۰/-
○ بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	BABY GROWTH COURSE	۳۰/-
○ کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	BODY BUILDING COURSE	۱۰۰/-
○ چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	DWARFISHNESS COURSE	۱۰۰/-
○ بول بستری کورس	BED URINE COURSE	۳۵/-
○ مٹی چھوڑ کورس	MITI CHOUR COURSE	۲۰/-
○ سوکھا پن کورس (بچوں کا)	MARASMAS COURSE	۵۰/-
○ آہستہ دانت نکالنا کیور	SLOW DENTITION CURE	۲۰/-
○ بے ترتیب دانت کیور	IRREGULAR TEETH CURE	۲۰/-

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں
تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

○ لاہور: کیور یٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر اچھرہ ○ فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال۔ گول امین پور بازار ○ راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر ○ پشاور: ڈاکٹر عبد الرحمن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 ○ کوئٹہ: ہومیو پیتھک ڈاکٹر بشارت احمد۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ ○ ملتان: ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک۔ صدر بازار ○ کراچی: صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ○ حیدر آباد: ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ ○ سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ ○ گوجرانوالہ: کیور یٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبد العزیز۔ باغبانپورہ۔

(ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ
کیور یٹو میڈیسن کمپنی ربوہ

فون ۷۷۱، ۶۰۶

پتہ